OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
Jan-March-2022
Vol: 7, Issue: 25
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

عرف وعادت اور احوال میں تبدیلی کے باعث معاشی مسائل کے حکم میں تغیر کا عصری جائزہ (کتاب الہدایہ کی روشنی میں)

(Contemporary Analysis of Veriance in Customs as a Result of Veriance in Decree of Economic Issues:In light of Book Al-Hidaya)

Muhammad Asim Shehbaz
PhD scholar, Minhaj University, Lahore:
Amasimshahbaz8@gmail.com

Mumtaz Al-hasan
Assistant Professor, Minhaj University, Lahore:
Drmumtaz365@gmail.com

Abstract

One of the distinguishing feature of islam is that it has indowed the Ummah with comprehensive teachings that are sufficient for the day of resurrection .The main reason for this is that the sources and principals of Islamic teachings are so strong that they are capable of solwing new and emerging problems.The scholars of this Ummah have achieved success in every age by turning to the sources of Shariah in the light of these principles and rules for the solution of the problems facing the Ummah. One of these rules is URF-O-ADAT (Custom). In the scholars and jurists this is a recognized code. That seems to affect in many issues of Shariah. That is why the scholars of every age have resorted to this rule in the solution of problems after the Quran , Hadith,Consenses and Conjecture. In this article aims to examine in the light of famous book of Hanfi school of thought “Al-Hidaya” whether change in the custom does bring about change in related economic issues of pure Shariah? Does this principle of custom apply in “Al-Hidaya” and does a change of customs causes a change in some of the economical commandments of Sharia? Is there any evidence for it in “Al-Hidaya”.If we read“Al-Hidaya”In light of these guestions we see many time applications of this principle. In this article from these applications here is

only 12 issues have been illustrated as model that those economical issues were based on customs also changed with the change in customs.
Keywords: URF-O-ADAT ,Custom, Sharia, Al-Hidaya, Sahib-e- Hidaya

صاحب ہدایہ کا مکمل نام برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل المرغینانی ہے۔ابو الحسن آپ کی کنیت ہے اور شیخ الاسلام لقب ہے۔([1])مرغینان آپ کی علاقائی نسبت تھی صاحب ہدایہ کو اللہ تعالیٰ نے صرف ونحو، عربی، فارسی، ادب، علوم بلاغت وبیان، اصول فلسفہ، علم کلام، فقہ وحدیث، علوم القرآن والتفسیر، افتاء وتدریس اور فنونِ مناظرہ جیسے کثیر علوم سے نوازا تھا۔([2]) آپ کے شیوخ، اساتذہ اور تلامذہ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ متاخرین میں سے ہر دور کے فقہاء نے آپ کے مقام اور قدر ومنزلت کا اعتراف کیا ہے۔

کتاب الہدایہ احناف کے فقہی ادب کا ایک بے مثال شاہکار ہے۔ جسے نا صرف فقہی ادب میں بہت شہرت اور امتیازی مقام حاصل ہے بلکہ یہ صاحب ہدایہ کی علمی وفقہی بصیرت اور بلند پایہ استدال کا بھی بہترین نمونہ ہے۔صاحب ہدایہ کی ویسے تو اور بھی تصانیف ہیں لیکن جو کتاب آپ کی وجہ شہرت بنی وہ ہدایہ ہے۔ الہدایہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی دو کو "ہدایہ اولین اور آخری دو کو ہدایہ آخرین" کہا جاتا ہے۔"([3]) صاحبِ کشف الظنون نے ہدایہ کی مدح میں جو دو اشعار نقل کئے ہیں وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

إن الهدايه كالقرآن قد نسخت! ماصنفوا قبلها فى الشرع من كتب([4])

---

[1]۔ القرشی، ابوالوفا، (س ن) الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية، کراچی میر محمد کتب خانہ، ص249

Al-qarshâ, Abëu al-waf«, al-jaw«hir al-mudhâ'ah, Karachi, Mâr Muhammad Book Dept. 249

[2]۔ الف۔ القرشی، عبدالقادر بن محمد، (س۔ن) الجواهر المضيه فى طبقات الحنفيه، ج1، ص4

Al-qarshâ, Abëu al-waf«, al-jaw«hir al-mudhâ'ah, Karachi, Mâr Muhammad Book Dept. 1/4

ب۔ القادری، ڈاکٹر محمد طاہر (2016ء) تاریخ فقہ میں ہدایہ اور صاحب ہدایہ کا مقام، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، ص12

Al-q«drâ, Dr, Muhammad T«hir, Tarikh Fiqh main Hid«yah awr Sahib Hid«yah ka maq«m, Minh«j Publication, Lahure, p: 12

د۔ بستوی، مفتی عبدالحلیم قاسمی، (س ن) احسن الہدایہ ترجمہ وشرح ہدایہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ج1، ص61

Bastvâ, Muftâ Abd Al-halâm, Ahsan al-hid«yah, Maktabah Rahm«niah, Lahore, 1/61

[3]۔ لکھنوی، عبدالحئ، (1416ھ)، مقدمہ ہدایہ، ص3

Lakhnavâ, Abd Al-hayy, Muqaddimah Hiday«h, p:3

[4]۔ حاجی خلیفہ، (1992ء) کشف الظنون، ج2، ص203

H«jâ Khalâfa, Kashf al-zunën, 2/203

ب۔ گنگوہی، مولانا محمد حنیف، (س ن) غاية السعاية فى حل مافى الهدايه، المکتبہ اشرفیہ لاہور، ص ج، 1، ص127

"یعنی جس طرح قرآن کریم نے پچھلی تمام کتب کو منسوخ کر دیا اسی طرح ہدایہ بھی ان تمام فقہی کتب پر غالب آگئی جو پہلے لکھی جاچکی ہیں۔"

عرف کا مفہوم، ضرورت واہمیت اور شرائط قبولیت:

عرف کا مادہ (ع،ر،ف) ہے، معرفت اور عرفان اسی کا مصدر ہے، اس کے کئی معانی ہیں لیکن ان میں سے مشہور معنیٰ معروف اور پسندیدہ افعال کے ہیں[5] اگر عرف کی اصطلاحی تعریف کی بات کی جائے تو فقہاء متقدمین و متاخرین نے عرف کی بہت سی تعریفات کی ہیں ان میں سے بطور نمونہ امام جرجانی کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"العرف ما استقرت النفوس عليه بشهادة العقول و تلقته الطباع السليمة بالقبول"([6])

"عرف اس چیز کا نام ہے جو عقل کی جہت سے نفوس میں جاگزیں ہو جائے اور فطرت سلیمہ اسے قبول کر لے۔"

ویسے تو فقہاء عرف وعادت میں بہت باریک فرق بیان کرتے ہیں لیکن مصداق کے اعتبار سے سب ان کو ایک ہی مفہوم پر محمول کرتے ہیں۔ جسے ابن عابدین نے بیان کیا ہے۔([7]) یہی وجہ ہے کہ جب فقہاء عرف یا معمول کی بات کرتے ہیں تو عرف وعادت کے لفظ کو اکٹھا بطور مترادف استعمال کرتے ہیں۔

عرف کی اقسام کو مختلف جہات سے تقسیم کیا جاتا ہے جس میں عرف قولی و عملی([8])، عرف خاص وعام([9]) اور عرف صحیح وفاسد ([10]) وغیرہ مشہور ہیں۔

Gangëhâ, Muhammad Hanâf, Gh«yah al-sa'«dah, Maktabah Ashrafiah, Lahore, 1/127

[5]۔ ابن منظور، لسان العرب، (س ن) کتاب العین، ج۹، ص ۲۴۰، بذیل مادہ ع رف

Ibn Manzër, Lis«n al-arab, 9/240

[6]۔ الجرجانی، علی بن احمد بن محمد، (1423ھ) کتاب التعریفات، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۲۳ھ، ص: ۱۳۰

Al-jurj«nâ, Ali b. Ahmad b. Muhammad, al-ta'râf«t, Dar al-kitab al-arabâ, Beirut, 1423 AH. P: 130

[7]۔ ابن عابدین، محمد امین آفندی، (س ن) مجموعہ رسائل ابن عابدین، سہیل اکیڈمی لاہور، ۲، ص ۱۱۴

Ibn Abidân, Muhammad Amân Afandâ, Majmu'ah Ras«il, Sohayl Academy, Lahore, 2/114

[8]۔ الزرقا، (1968) المدخل الفقهي العام، ج2، ص844

Mustaf« al-zarq«, Al-madkhal al-fiqhâ al-'«m,2/844

[9]۔ ایضاً، ج2، ص424

Also ,2/424

[10]۔ زیدان، (2014ء) الوجیز فی اصول الفقه، ص353

Zayd«n, Al-wajâz, p: 253

اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی کثیر نصوص سے آئمہ فقہ نے عرف وعادت کی حجیت کا استدلال کیا ہے۔ سنت اور صحابہ کرام کے معمول سے اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ اور ہر دور میں اس کی حجیت مسلم رہی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ الاعراف میں اس کا ذکر ملتا ہے۔([11])اسی طرح مشہور حدیث مبارک ہے۔ "وما رآہ المسلمون قبیحا فھو عند االلہ قبیح" ([12])" پس جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان بُرا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہے۔"

فقہاء کی کثیر تعدادنے اِس حدیث کو اجماع، استحسان اور عرف کی حجیت کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے ([13])

عرف وعادت کی اہمیت میں امام الزرقا بیان کرتے ہیں کہ

"ان العرف بمنزلة الاجماع شرعاً عند عدم النص-"([14])

"شریعت میں عدم نص کے بعد عرف کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے۔"

ہدایہ میں عرف پر مبنی معاشی مسائل کا عصری تناظر میں جائزہ

ذیل میں کتاب الہدایہ میں مذکور عرف پر مبنی معاشی مسائل میں سے صرف دس(10)مسائل کو بطور نمونہ حسب ذیل بیان کیاہے جن کا حکم عرف کے بدلنے کے تحت کسی نہ کسی نوعیت میں بدل چکاہے۔

1۔ غیر مملوک اور غیر مقدور التسلیم چیز کی بیع کا حکم:

غیر مملوک (یعنی جو ظاہری ملکیت اور دسترس میں نہیں)اور غیر مقدور التسلیم (یعنی انسان جس چیز کو مشتری کے سپرد کرنے پر قادر نہیں)ان اشیاء کی خرید وفروخت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے تالاب میں مچھلی کی بیع کے بارے میں صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں۔

---

[11]۔ سورۃ الاعراف،7/199

Surah Al-a'raf, 7/199

[12]۔ الف۔ طیالسی، ابوداؤد0(س ن) المسند، ج ا، ص ۳۳

Al-tay«lsâ, abu dawëd, al-musnad, 1/33

ب۔ حاکم، مستدرک(1990ء) کتاب معرفۃ الصحابہ، ج۳، ص۷۸

H«kim, Mustadrik, Book of recognition of Companions, 3/78

[13]۔ سیوطی،(1998ء)الاشباہ و النظائر، ص ۹۳

Suyëtâ, Al-ishbah wa- al-nazëir, p: 93

[14]۔ الزرقا،(1968ء)المدخل الفقھی العام، ج1، ص409

Mustaf« al-zarq«, Al-madkhal al-fiqhâ al-'«m,1/409

"ولا يجوز: بيع السمك قبل أن يصطاد ،لأنه باع ما لا يملكه ولا في حظيرة إذا كان لا يؤخذ إلا بصيد لأنه غير مقدور التسليم ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فيها ولو كان يؤخذ من غيره حيلة جاز إلا إذا اجتمعت فيها بأنفسها ولم يسد عليها المثل لعدم الملك ۔"([15])

" شکار کرنے سے پہلے مچھلی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ بائع نے ایسی فروخت کی جس کا وہ مالک نہیں ہے اور باڑے میں بھی مچھلی کی بیع جائز نہیں جب شکار کے بغیر اسے پکڑنا ممکن نہ ہو اس لیے کہ وہ غیر مقدور التسلیم ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب مچھلی کو پکڑ کر باڑے میں ڈال دیا ہو اور اگر حیلہ کے بغیر مچھلیاں پکڑی جا سکتی ہوں تو ان کی بیع جائز ہے لیکن اگر از خود مچھلیاں باڑے میں جمع ہو جائیں اور اندر جانے کا راستہ بند نہ کیا گیا ہو تو عدم ملک کی وجہ سے ان کا بیع بھی جائز نہیں ہو گا۔"

مذکورہ بالا مسئلہ میں واضح اصول بیان کیا گیا ہے کہ جو چیز ملک میں نہیں یا جو غیر مقدور التسلیم ہے اس کی بیع جائز نہیں اور ساتھ ہی مچھلیوں کی خرید و فروخت کی بات ہوئی ہے لیکن ہمارے ہاں اس کی صورت قدرِ مختلف ہے۔ دریاؤں، ندی، نالوں، تالابوں اور بڑی بڑی نہروں پر مچھلیوں کے شکار کے ٹھیکے ہوتے ہیں۔ دریا، تالاب، نہر اور ندی نالے جو عمومی طور پر حکومتی ملکیت ہوتے ہیں میں موجود مچھلیاں جو کبھی بارشی اور سیلابی پانی سے آفزائش پا جاتی ہیں اور کبھی خود ان کی فارمنگ کی جاتی ہیں پانی میں ہونے کی وجہ سے وہ غیر مقدور التسلیم ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی بیع مروج ہے۔ شاید اس وجہ سے کہ آج مچھلی پکڑنا ایسا مشکل اور ناممکن کام نہیں رہا سائنسی ایجادات نے اس کے کئی جدید طریقے اور آلات ایجاد کر دیئے ہیں کہ جن کے ذریعے مچھلی کو پکڑنا اب کوئی مشکل کام نہیں رہا، لہذا ٹھیکیدار بلاخوف وخطر اس چیز سے پریشان ہوئے بغیر ٹھیکہ لے لیتے ہیں اور یہ معمول عوام الناس میں معروف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے میں بعض علماء پانی میں مچھلی کی بیع کے جواز کی طرف گئے ہیں۔ جن میں مولانا شمس پیر زادہ، ڈاکٹر عبد العظیم اصلاحی، مولانا محمد نعیم رشیدی، مولانا مجاہد الاسلام حیدر آبادی، مولانا ابرار احمد خان ندوی، مولانا محمد طاہری مظاہری، مفتی احمد نادر القاسمی، مولانا ایوب سنبلی، مولانا شاہد قاسمی اور مولانا اخلاق الرحمٰن کا ذکر نمایاں ہے۔ ان احباب کے جواز کی دلیل کے بارے میں جدید فقہی مباحث میں بیان ہوا ہے۔

---

[15]۔ مرغینانی، (س ن) ہدایہ، ج3، ص43

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/43

"قائلین (جواز) نے عرف کو دلیل بنا کر اسے جائز قرار دیا ہے۔"([16])

مذکورہ بالا اقتباس سے بات بلکل واضح ہے کہ انہوں نے عرف کو دلیل بنا کر پانی میں مچھلی کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ بات بعد کی ہے کہ آیا جو علماء عرف کے تحت اس امر کے جواز کی طرف متوجہ ہوئے ہیں آیا ان کا موقف کس قدر مضبوط ہے۔ لیکن یہ ماننا پڑے گا عرف میں کچھ نہ کچھ تغیر واقع ہوا ہے جس نے ان جید علماء کی توجہ اس طرف مبذول کی ہے۔ یہ مسئلہ تغیر عرف کے تحت مسائل کے حکم میں تبدیلی کی بین مثال ہے۔

2۔ موجودہ زمانے میں بیع معدوم یا بیع قبل القبض:

اور اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز خریدی جائے جس کو اٹھا کر منتقل کرنا ممکن ہو مثلاً اناج اور دیگر سامان وغیرہ تو مشتری کے لیے قبضہ سے پہلے اس کے بیچنے کے حکم کے حوالے سے صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں:

"ومن اشترى شيئا مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه،حتى يقبضه لأنه عليه الصلاة والسلام نہی: عن بيع مالم يقبض ولأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاك۔"([17])

"جس شخص نے منقولات و محمولات میں سے کوئی چیز خریدی تو اس پر قبضہ سے پہلے اس کے لیے وہ چیز بیچنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے غیر مقبوض چیزوں کی بیع سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی (یہ ممنوع ہے) کہ ہلاکت کا اعتبار کرتے ہوئے اس میں فسخ عقد کا دھوکہ ہے۔"

مذکورہ بالا مسئلہ تو بالکل واضح ہے کہ جو چیز قبضے میں نہیں اس کی بیع نہیں کی جاسکتی لیکن عرف حاضر میں شیئرز اور کنٹیز ز کی خرید و فروخت اور اس کے علاوہ او ایل ایکس ویب سائٹ پر خرید و فروخت کا حکم کیا ہو گا؟ احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایسے بیع سے منع فرمایا: ہے جو معدوم ہو۔([18]) اور یہی مذہب فقہاء کا بھی ہے۔

---

[16]۔ مجاہد الاسلام، مولانا قاضی، مجاہد الاسلام قاسمی، (2008ء) جدید فقہی مباحث، مچھلی کی خرید و فروخت فقہ اسلامی کی روشنی میں، انڈیا، یوپی دیوبند، کتب خانہ نعیمیہ۔ ج، 9، ص، 27

Muj«hid al-islam, Maul«na Q«zâ, Muj«hid al-isl«m, Jadâd Fiqhâ Mas«il Mabahith, India, UP Deoband, Kutob Khana Naeemiyyah. 9/27

[17]۔ مرغینانی، (س ن) ہدایہ۔ ج 3، ص 59

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/59

[18]۔ ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد الكوفي (1409ء) الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، دار النشر: مكتبة الرشد، الرياض۔ ج4، ص311

Ibn Abâ Shayba, Abë Bakr Abd Allah, Al-musannaf, Maktabah al-rushd, Al-riy«z, 4/311

اسی طرح صاحب ہدایہ نے بیع سلم اور استصناع کے ناجائز ہونے کا قیاس اس بات پر کیا ہے کہ "لا يجوز لأنه بيع المعدوم"([19])"(اگر قیاس کے اعتبار سے دیکھا جائے تو استصناع) ناجائز ہے کیونکہ یہ بیع معدوم ہے۔"

اس قیاس سے یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ صاحب ہدایہ کے ہاں بیع معدوم ناجائز ہے اسی لیے وہ اس وجہ کو قیاس کے لیے سبب مان رہے ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں بعض تجارتی معاملات میں اس چیز کی چھوٹ دینا عرف کا حصہ بن چکا ہے۔ مثلاً ہمارے عرف میں بعض کتابوں کے تاجر ایک دوسرے کو کتابیں آرڈر کرتے ہیں وہ بذریعہ فون یا خط (ای میل) دوسرے دکاندار سے کہہ دیتے ہیں کہ اس پتے پر مال بھیج کر بل ان کے کھاتے میں لکھ دیں۔ اور وہ مال پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے دوسری پارٹی پر فروخت کر دیتے ہیں اور دوسرا دکاندار اس کے کھاتے میں حساب لکھ دیتا ہے۔ کیا یہ صورت جائز ہے؟ موجودہ زمانہ میں اسطرح کی خرید و فروخت کے بارے میں منیب الرحمٰن لکھتے ہیں۔

"ہمارے ہاں عرف (Custom) اور تعامل (General Practice) بن چکا ہے اور عرف بھی نص کی طرح موثر ہوتا ہے۔ (جیسا کہ آپ نے لکھا ہے) اردو بازار لاہور ہو یا اردو بازار کراچی کتاب فروش دکانداروں کا یہ عرف وعادت ہے اور تعامل ہے جو جاری و ساری ہے۔ بعض پبلشرز کا اپنے شہر سے باہر (Out Station) کتابوں کی ترسیل کا نظام ہوتا ہے، جبکہ ایک عام دکاندار اگر مطلوبہ کتابیں اپنے طور پر بھیجے تو اُسے مہنگی پڑتی ہیں۔ اور دکانداروں کے اس تعامل میں بالعموم کوئی نزاع بھی پیدا نہیں ہوتا۔ پبلشر دکاندار اپنے کھاتے میں رقم کا اندراج کر لیتا ہے اور بعد میں آرڈر دینے والے دکاندار سے وصول کر لیتا ہے۔"([20])

اسی طرح آج کے دور میں ایک انٹر نیشنل لیول پر شپنگ کا کاروبار بڑا معروف ہے۔ جس میں عمومی طور پر قبضہ سے پہلے شپنگ کی خرید و فروخت کی جاتی ہے جس کے بارے میں منیب الرحمٰن لکھتے ہیں۔

"اسلامی بینکنگ کے لئے بھی جو "المعائر الشرعیہ" مسلمہ اور نافذ العمل ہیں، ان کے مطابق مثلاً جاپان سے وہاں کا تاجر مال کی شپنگ کر کے تمام دستاویزات (Documents) کراچی میں اپنے کلائنٹ تاجر کو بھیج دیتا ہے اور کراچی کا تاجر مال کی ملکیت کی ان دستاویزات کو اسلامی بینک کے حوالے کر دیتا ہے اور

---

[19]۔ مرغینانی، (س ن) الهدایہ، ج3، ص78

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/78

[20]۔ منیب الرحمٰن، مفتی، (2012ء) تفہیم المسائل۔ ج7، ص327

Muftâ, Munâb al-rehm«n, Tafhâm al-mas«'l, 7/327

اسے قبضہ حکمی(constructive Possession)سے تعبیر کر کے عقد مرابحہ کرلیا جاتا ہے اور بنک رقم کی ادائیگی کر دیتا ہے، جائز ہے۔"[21]

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہے کہ موجودہ معاشرتی تبدیلی **بیع قبل القبض** کے اس مسئلہ پر بھی اثرانداز ہوئی ہے اور اکثر شعبہ جات میں تاجروں نے اسے قبول کرلیا ہے۔ فقہاء کے ہاں متفقہ اصول ہے کہ تاجروں کا عرف ان کے لیے سند ہوتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ دلائل اس بات کا ثبوت ہیں کہ اس مسئلہ کے حکم میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

3۔ تلقی جلب اور ویلیو ایڈیشن کا عرف حاضر میں حکم:

صاحب ہدایہ نے اس بیع کو "فصل المکروہات" میں ذکر کیا ہے یعنی ان کے نزدیک یہ بیع مکروہ ہے وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "تلقی الجلب" سے منع فرمایا ہے، تلقی جلب سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص ان لوگوں سے جو کہ شہر کے باہر سے اشیائے ضرورت فروخت کرنے کے لیے لاتے ہیں، راستے ہی میں ان سے کم دام میں خریدے اور پھر مارکیٹ میں زیادہ دام میں فروخت کرے، اسے حدیث مبارک میں "بیع الحاضر للبادی" یعنی شہری کی دیہاتی کے لیے بیع سے بھی تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس سے کاروبار کا فطری عمل متاثر ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں دیہاتیوں کا حق پامال ہوتا ہے۔ اور صارفین کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ دور کے احوال کے بدلنے کے باعث تلقی جلب کا مفہوم بدل چکا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے اس حکم میں تغیر فرمایا ہے۔ س مسئلہ کے حوالے سے منیب الرحمٰن لکھتے ہیں۔

"موجودہ دور میں آڑھت یا کمیشن ایجنٹ کا ادارہ ناگزیر ہو گیا ہے اور حکومت کے لیے اسے کنٹرول کرنا یا ختم کرنا مشکل ہے، کیونکہ دور دراز سے مال لے کر آنے والے صنعتکار یا کاشت کار کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اپنے مال کو شہر میں آ کر اسٹاک کرے اور براہ راست صارفین کو بیچے ، بلکہ اب بہت سے تاجر دیہات میں جا کر باغات کو براہ راست خرید لیتے ہیں اور کئی تاجر باغات کے قریب اپنے پروسیسنگ پلانٹ لگا لیتے ہیں اور زیادہ منافع کماتے ہیں، اسے آج کل کی معاشی اصطلاح میں Value Addition کہا جاتا ہے۔"[22]

---

[21]۔ ایضاً۔ ج7، ص327

Also«'l, 7/327

[22]۔ منیب الرحمٰن، مفتی(2012ء) تفہیم المسائل۔ ج10، ص459

Muftâ, Munâb al-rehm«n, Tafhâm al-mas«'l, 10/459

مفتی صاحب نے بڑے واضح انداز میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تلقی جلب کا جو تصور اور طریقہ پہلے ادوار میں رائج تھا موجودہ حالات اس سے بلکل بدل چکے ہیں۔ لہذا ایسی شرائط آج کے دور میں لگانا ممکن نہیں اس لیے حکم میں آج کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نرمی اور لچک سے کام لینا ہو گا۔

4۔زندہ جانور کی تول کر بیع:

موجودہ دور میں بہت سے علاقوں میں جانوروں کو تول کر بیچنا معروف ہو گیا ہے بالخصوص عید الاضحیٰ کے موقع پر جبکہ صاحب ہدایہ کے عرف میں زندہ جانوروں کو تول کر بیچنا معروف نہ تھا جس کا ذکر وہ خود ایک مقام پر جانوروں کی بیع کی ذیل میں کرتے ہیں۔ "أن الحیوان لا یوزن عادة۔"([23]) بے شک جاندار کی تول کر بیع کا رواج نہیں ہے۔"

چونکہ پہلے زمانوں میں جانوروں کو تولنے کے لیے ایسا جدید نظام اور سائنٹفک آلات موجود نہ تھے جو آج کل متعارف ہیں ورنہ ہدایہ میں بھی اس کے جواز کا فتویٰ نظر آتا کیونکہ جس چیز کو تولا، ماپا اور گنا نہ جاسکے اس کی بیع میں یقیناً اختلاف واقع ہو سکتا ہے۔ جبکہ موجودہ دور میں آلات کی جدت نے اس ابہام کو بھی ختم کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر علماء نے زندہ جانور کو تول کر بیچنا اور خریدنا جائز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ دار الافتاء اہل سنت نے موجودہ دور میں اس سوال کی بابت جواب دیا ہے کہ "زندہ جانور کو وزن کر کے خریدنا و بیچنا جائز ہے۔"([24])

اسی طرح دار الافتاء جامعہ بنوریہ اور دار الافتاء دیوبند نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

"موجودہ دور میں بہت سی جگہوں میں یہ رواج ہے کہ جانوروں کو وزن کر کے فروخت کرتے ہیں، اگر یہ خرید فروخت باہمی رضامندی سے ہو اور جانور کا گوشت وزن کر کے نقد رقم یا غیر جنس کے عوض خریدا جائے تو یہ جائز ہے۔"([25])

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حالات کی جدت مسائل پر اثر انداز ہوئی ہے۔ چونکہ اسلاف کے ہاں ناپ تول کے ایسے جدید الیکٹرونک آلات موجود نہ تھے جو سبب اختلاف کو رفع کر سکتے لہذا انہوں نے حکم اپنے دور کے مطابق دیا اور آج چونکہ تولنا ممکن ہے لہذا موجودہ فقہاء اس کے جواز کی طرف گئے ہیں۔

---

[23]۔ مرغینانی، (س ن) الھدایہ۔ ج3، ص64

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/64

[24] -https://www.daruliftaahlesunnat.net/detail/ur/701/25، 28 جون 2020ء، 6 بجے صبح

[25] الف۔ -https://www.banuri.edu.pk/readquestion/zinda-janwaro-ko-tol-kar-khared-o-frokhat-karna، 28 مئی 2020ء، 9 بجے صبح

ب https://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Business/156112، 24 اپریل 2020ء، 8 بجے صبح

5۔ عرف حاضر میں شہد کی مکھیوں کی بیع کا حکم:

ہمارے فقہاء کے نزدیک وہ اشیاء جو مال شمار نہ ہوں اور ان کی کوئی مالیت بھی نہ ہو ان کی بیع جائز نہیں کیونکہ یہ لغو ہونے کے باعث مبادلہ کا ضیاع ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے زمانے میں شہد کی مکھیوں کے عصرِ حاضر کی طرح کوئی باقاعدہ فارم وغیرہ نہ تھے۔ کھلے عام درختوں اور جھاڑیوں وغیرہ میں لگے مکھیوں کے چھجے سے شہد حاصل کیا جاتا، جو کسی کی ملکیت شمار نہ ہوتی تھی۔ اور مباح العام ہونے کی وجہ سے اس کو مال بھی شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شہد کی مکھیوں کی خرید و فروخت کے حوالے سے صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں:

"قال: ولا يجوز بيع النحل وهذا عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله وقال: محمد رحمه الله يجوز إذا كان محرزاً وهو قول الشافعي رحمه الله لأنه حيوان منتفع به حقيقة وشرعاً فيجوز بيعه وإن كان لا يؤكل كالبغل والحمار ولهما أنه من الهوام فلا يجوز بيعه كالزنابير والانتفاع بما يخرج منه لا بعينه فلا يكون منتفعاً به قبل الخروج حتى لو باع كوارة فيها عسل بما فيها من النحل يجوز تبعاً له كذا ذكره الكرخي۔"([26])

"فرماتے ہیں: شہد کی مکھیوں کو بیچنا جائز نہیں ہے اور یہ امام صاحب اور امام ابو یوسف کے یہاں ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں: اگر مکھیاں بائع کی حفاظت میں جمع ہیں تو ان کی بیع جائز ہے یہی امام شافعی کا بھی قول ہے اس لیے کہ شہد کی مکھی ایسا جانور ہے جس سے حقیقتاً اور شرعاً دونوں طرح انتفاع ممکن ہے لہذا اس کی بیع جائز ہے ہر چند کہ وہ ماکول نہیں ہے جیسے خچر اور گدھا۔ حضرات شیخین کی دلیل یہ ہے کہ مکھی زمین کے کیڑے مکوڑوں کی طرح ہے لہذا بھڑ کی طرح اس کی بیع بھی جائز نہیں اور نفع تو اس مکھی سے نکلنے والے شہد سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ عین مکھی سے لہذا قبل الخروج وہ قابل انتفاع نہیں رہتی یہاں تک کہ اگر کسی نے شہد کا کوئی چھتہ اس چھتے میں موجود مکھیوں کے ساتھ بیچ دیا تو شہد کے تابع ہو کر ان مکھیوں کی بھی بیع جائز ہو گی امام کرخی نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔"

مذکورہ بالا مسئلہ کی عبارت کو اگر غور سے دیکھا جائے تو صاحبِ ہدایہ نے شیخین کے مؤقف کو اختیار کرتے ہوئے شہد کی مکھیوں کی بیع کے ناجائز ہونے کو ثابت کیا ہے چونکہ صاحبِ ہدایہ کے دور میں شہد کا کاروبار اس قدر وسیع نہ تھا انہوں نے اپنے عرف کو ملحوظ رکھا ہے لیکن عصر حاضر میں شہد کی مکھیوں کا کام ایک بہت بڑے کاروبار کے ذریعہ ہے اس کے باقاعدہ فارمز ہیں لہذا آج کے عرف کا تقاضیٰ ہے کہ اسے جائز قرار دیا جائے اور امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ عصر حاضر کی اس ضرورت کو ابن عابدین نے بھی بیان کیا ہے۔

---

[26]۔ مرغینانی، (س ن) ہدایہ۔ ج3، ص44

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/44

"قد ذكر سيدى عبد الغنى: فى رسالته ان بيعها باطل و انه لا يضمن متلفها لانها غير مال قلت فيه: انها من اعز المال اليوم و يصدق عليها تعريف المال المتقدم و يحتاج اليها الناس كثيراً فيجوز بيعها۔"(27)

"سیدی عبد الغنی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے: شہد کی مکھی اور ریشمی کیڑے کا بیع باطل ہے کیونکہ کے ان کے تلف کرنے والے پر مال شمار نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ضمان نہیں ہوتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ آج کے دور میں یہ قیمتی مال شمار ہوتا ہے۔ اور اس پر مال کی تعریف ثابت ہے اور آج کے دور میں لوگوں کو اس کی احتیاج بھی ہے لہذا اس کا بیچنا جائز ہے۔"

یہی حکم آپ نے اپنے رسائل(28) میں بھی بیان کیا ہے۔ لہذا اعرفِ حاضر کا تقاضا ہے کہ شہد کی وہ مکھی جو کسی کی ملکیت میں ہے اس کو مال شمار کیا جائے اور اس کے متلف سے ضمان لی جائے۔ اور اس کی بیع کو بھی جائز قرار دیا جائے گا۔ یہی موجودہ عرف کے تقاضے کے مطابق درست ہے۔

6۔ عرفِ حاضر میں سور کے بالوں کی بیع حکم:

خنزیر کی خرید و فروخت تو بالاتفاق حرام ہے جس کے اندر کوئی شک نہیں اور شک کی گنجائش بھی نہیں۔ لیکن صاحبِ ہدایہ نے ضرورت کے تحت اس سے انتفاع کو جائز قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"ويجوز الانتفاع به للخرز للضرورة ،فإن ذلك العمل لا يتأتى بدونه۔"(29)

"البتہ ضرورت کے تحت سلائی کی خاطر اس کے بالوں سے انتفاع جائز ہے اس لیے کہ سلائی کا کام اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔"

صاحب ہدایہ نے سور کے بالوں کو اپنے دور کی ضرورت کے پیش نظر جائز قرار دیا ہے لیکن ہمارے عرف میں اس کی چنداں ضرورت نہیں یہی وجہ ہے کہ خنزیر کے بالوں کی اجازت کے حوالے سے تغیر زمان کے باعث حکم میں پیدا ہونے والی تبدیلی کی بابت سعیدی لکھتے ہیں۔

27۔ ابن عابدین (20000ء) حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفۃ، دار النشر: دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت۔ ج5، ص51

Ibn Abidân, H«shiah Rad al-muht«r, D«r al-fikr, Beirut, 5/51

28۔ ابن عابدین، (س ن) رسائل ابن عابدین۔ ج2، ص141

Ibn Abidân, Muhammad Amân Afandâ, Majmu'ah Ras«il, 2/141

29۔ مرغینانی، (س ن) ہدایہ۔ ج3، ص45

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/45

"فقہاء نے ضرورت کی بناپر خنزیر کے بالوں سے جوتی کی مرمت کو جائز قرار دیاہے لیکن اب ایسی چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں جن کی وجہ سے خنزیز کے بال استعمال کئے بغیر بھی جوتی کو مضبوطی سے مرمت کیا جاسکتا ہے۔اس لیے اب اس کام کے لیے خنزیر کے بال استعمال کرنا جائز نہیں۔کیونکہ حالات بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔"([30])

صاحبِ ہدایہ نے سور کے بالوں کی بیع کے جواز کو ضرورت کے ساتھ خاص کرتے ہوئے اپنے عرف کے تقاضوں کے تحت جائز قرار دیاہے لیکن آج کا عرف اس سے مختلف ہے۔صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں:اس کے بالوں سے سلائی کو اس لیے جائز قرار دیاہے کہ سلائی کا جو معیار اس سے حاصل ہوتا ہے کسی اور سے نہیں ہوتا۔لیکن عصر حاضر میں ایسا نہیں اب سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ طرح طرح کی مصنوعات سامنے آچکی ہیں جن میں پیراشوٹ اور تندی کی نت نئی اور عمدہ اقسام موجود ہیں جن کے ہوتے ہوئے حرام کی طرف توجہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں لہذا ان کے عرف کا تقاضیٰ تھا سو انہوں نے جائز قرار دیا اور ہمارے عرف کا تقاضیٰ نہیں لہذا ہم اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

7۔سانپ اور دیگر موذی جانوروں کی خرید و فروخت:

جیسا کہ مردار اور اس کے چمڑے کی بیع کے مسئلہ میں بیان ہوا کہ آئمہ کہ ہاں غیر منتفع چیز کا بیع سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔کیونکہ اس میں مال کا ضیاع اور دھوکہ ہے۔لہذا وہ موذی کیڑے مکوڑوں کی بیع کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں اور اس حوالے سے صاحبِ ہدایہ بیان کرتے ہیں:"بخلاف الهوام المؤذية لأنه لا ينتفع بها۔"([31])

"موذی کیڑوں مکوڑوں کی(بیع جائز نہیں)اس لیے ان سے نفع نہیں اٹھایا جاتا۔"

صاحبِ ہدایہ کے دور میں سائنس اور علم نے اتنی ترقی نہ کی تھی اس لیے ان کا یہ فتویٰ دینا کہ موذی کیڑے مکوڑوں کی بیع عدم نفع کے باعث درست نہیں، صحیح ہے۔لیکن اگر ان کے قول پر غور کیا جائے تو انہوں نے موذی کیڑوں مکوڑوں کی بیع کے ممنوع ہونے کی وجہ عدم انتفاع کو قرار دیاہے۔مفہوم مخالف میں یہ بات واضح ہوئی کہ اگر نفع حاصل ہو تو جائز ہے۔آج جب کہ سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ بہت سے موذی حشرات مثلاً سانپ اور بچھو، بھڑ وغیرہ سے بھی علاج کا مقصد حاصل ہو رہاہے۔کینسر وغیرہ کے مرض کے لیے سانپ اور بچھو کے استعمال کی وجہ سے مختلف نسلوں کے بچھو اور سانپوں کی مالیت میں تفاوت ہے لہذا عصر حاضر میں انتفاع کے باعث ان کا فروخت کرنا اور

[30]۔سعیدی، غلام رسول(2002)شرح صحیح مسلم،لاہور مکتبہ فرید بک سٹال۔ج1،ص79

Sa'idâ, Ghul«m Rasul, Sharh Sahâh Muslim, Lahore, Maktabah Farâd Book Stall, 1/79

[31]۔مرغینانی،(س ن)ہدایہ،ج3،ص79

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/79

خرید ناجائز ہوگا، یہی وجہ ہے کہ سانپ کی خرید و فروخت کے بارے میں دار الافتاء دارالعلوم دیوبند سے سوال کیا گیا تو بیان ہوا کہ

"جائز ہے اور بکوانے یا خریدوانے کی محنت کر کے اس کی اجرت لینا جسے کمیشن یا دلالی کہتے ہیں بھی جائز ہے بشر طیکہ اسے دلالی میں کچھ محنت یا کام کرنا پڑتا ہو اور اس کی اجرت پہلے سے طے کر لی گئی ہو۔"([32])

مجلس تحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام محدث فتویٰ سے جب سانپ کی بیع کے بارے سوال کیا گیا تو وہ بیان کرتے ہیں کہ "طبی فائدے کے لئے بیع و شرا کی جائے تو منع کی کوئی وجہ نہیں۔"([33])

اس کے علاوہ دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریہ ٹاؤن([34]) نے بھی طبی اور سائنسی تجربات کے لیے اسے پالنا اور بیچنا جائز قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا اقتباسات اور فتاویٰ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج کے عرف میں سانپ وغیرہ سے انتفاع کا امکان ظاہر ہو چکا ہے لہٰذا ان کی بیع موجودہ عرف کے تحت جائز ہے۔

8۔ سلطان کا اشیاء کی قیمت مقرر کرنا:

صاحب ہدایہ بادشاہ اور قاضی کے لیے اشیاء کی قیمتیں متعین کرنے اور ریٹ مقرر کرنے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ "قال: ولا ینبغي للسلطان أن یسعر علی الناس۔"([35])

"فرماتے ہیں کہ بادشاہ کو لوگوں پر بھاؤ مقرر کرنے کا حق نہیں۔"

لیکن اگر دیکھا جائے آج دنیا بھر میں حکومتی سطح پر بالخصوص اشیاء خرد و نوش اور ادویات کی ریٹ لسٹ جاری کی جاتی ہے۔ بلکہ حکومتوں نے اس کے لیے باقاعدہ ادارے بنا رکھے ہیں جو لسٹیں جاری کرنے کے بعد اور باقاعدہ اس کو مونیٹر کرتے ہیں۔ مثلاً پرائس کنٹرول مجسٹریٹ مارکیٹس کے عہدے سرکاری ہیں، جو کمیشنر کے انڈر کام کرتے ہیں اور اشیاء کی قیمتوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ پرائس کنٹرول یہ حکومتی ادارے پی آئی ٹی بی PITB(Punjab Information Technology Board) کے انڈر کام کرتی ہیں۔([36])

---

[32]۔ https://darulifta.info/d/deoband/fatwa/dM1، 16 جنوری 2021ء، 4 بجے شام

[33]۔ https://urdufatwa.com/view/1/7041، 16 جنوری 2021، 4 بجے شام

[34]۔ https;//vv wvv.banuri.edu.pk/readquestion18-10-2018، 16 جنوری 2021، 4 بجے شام

[35]۔ مرغینانی، (س ن) ہدایہ۔ ج4، ص93

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 4/93

[36]۔ https://www.pitb.gov.pk/dmpc، 16 جنوری 2021ء، 4 بجے شام

لہذا یہ ایک ایسا عمل ہے جو دنیا بھر میں سرکاری سطح پر رواج پا چکا ہے۔اس کی بابت جب دار الافتاء اہلسنت سے سوال کیا گیا تو وہ لکھتا ہے۔

"جہاں تک حکومت کی طرف سے ریٹ فکس کرنے کی بات ہے تو حکومت ہر چیز کا ریٹ فکس نہیں کرتی، مثال کے طور پر کپڑوں کا ریٹ فکس نہیں ہوتا، عام طور پر کھانے پینے کی اشیاء کا ریٹ مقرر ہوتا ہے، پیٹرول کا ریٹ مقرر ہوتا ہے، دواؤں کا ریٹ مقرر ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر پکڑ دھکڑ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر چیزوں میں مارکیٹ میں آزادی ہوتی ہے ہر چیز کی قیمت حکومت مقرر نہیں کرتی۔ جن چیزوں میں حکومت پکڑ دھکڑ کرتی ہے وہاں تو ہم پابند ہیں کیونکہ اپنے آپ کو ذلت پر پیش نہیں کر سکتے لہذا قانون کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں بلکہ وہاں پر قانون کی پاسداری کرنا لازم ہو گا۔"([37])

مذکورہ بالا اقتباس سے میں صاحب افتاء نے حکومت کے اس عمل کو ناجائز نہیں کہا اور نہ ہی اس پر تنقید کی ہے گویا دوسرے لفظوں میں قبول کیا ہے اس کے علاوہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ بادشاہ کے لیے لوگوں کی اشیاء کا بھاؤ متعین اور فکس کرنا روا نہیں۔یقیناً جس کی چیز ہو اسی کی طرف سے قیمت کا تعین ہونا چاہیے لیکن صاحب ہدایہ اور آئمہ وفقہاء کے بیان کردہ اصولوں کی روشنی میں مجبوری اور ضرورت مکروہ اور حرام اشیاء کو بقدر ضرورت مباح کر دیتی ہے۔

09۔مکہ کی سرزمین کو اجارہ پر دینے کا حکم:

صاحب ہدایہ نے مکہ کی سرزمین کے حوالے سے اپنی تصنیف میں بیان کیا ہے کہ مکہ کی سرزمین میں بنے ہوئے مکان کی خرید وفروخت تو جائز ہے لیکن وہاں کی سرزمین کو اجارہ پر دینا مکروہ ہے۔

"ويكره إجارتها أيضا لقوله عليه الصلاة والسلام من آجر أرض مكة فكأنما أكل الربا ولأن أراضي مكة تسمى السوائب على عهد رسول الله عليه الصلاة والسلام من احتاج إليها سكنها ومن استغنى عنها أسكنالهداية شرح غيره۔"([38])

"اور سرزمین مکہ کو اجارہ پر دینا مکروہ ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مکہ کی زمین کو اجارے پر دیا گویا اس نے سود خوری کی، اور اس لیے بھی کہ عہد رسالت ﷺ میں آراضی مکہ سوائب سے موسوم تھی ،ضرورت مند وہاں رہتے تھے اور مستغنی کسی دوسرے کو رکھتے تھے۔"

---

[37]۔https://www.daruliftaahlesunnat.net/detail/ur/780/38،29جون2020ء،6بجے صبح

[38]۔مرغینانی،(س ن)الھدایہ۔ج4،ص94

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 4/94

سوائب کا معنٰی ہے "سب لوگوں کے نفع کے لیے چھوڑی ہوئی چیز" یعنی اہل مکہ میزبانی کے طور پر اس چیز کو اعزاز سمجھتے تھے کہ وہ عازمین حج و عمرہ کی خدمت کریں۔ حضور ﷺ کے دور میں اور آپ ﷺ کے دور سے پہلے بھی قبائل مکہ نے عازمین حج کی خدمات کی ڈیوٹیاں تقسیم کر رکھی تھیں۔ لیکن موجودہ دور میں حالات نے ایسی کروٹ لی کہ عازمین حج و عمرہ کی خدمت بالمعاوضہ حکومت سعودیہ اور اہل سعودیہ کی کمائی کا بہت بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ مکہ اور مدینہ میں واقع بڑے بڑے ہوٹلز اور فلیٹس عازمین سے باقاعدہ کرایہ وصول کرتے ہیں، یہ ان کا کاروبار ہے۔ اور دنیا بھر کے مسلمان بلا اختلافِ مسلک وہاں آکر کرایہ ادا کرتے ہیں اور انتظامیہ وصول کرتی ہے۔ مکہ اور مدینہ میں واقع "ہلٹن ہوٹلز" کی بکنگ کے حوالے سے میاں اشفاق انجم نے روزنامہ پاکستان، لاہور، مؤرخہ: 14 جنوری 2021ء کی رپورٹ میں بیان کیا ہے۔

"هلٹن ہوٹلز مکہ، مدینہ گروپ چین نے عمرہ زائرین اور حجاج کرام کے لیے رمضان اور حج کے لیے خصوصی پیکج متعارف کرا دیئے، هلٹن سوئیٹس، هلٹن ٹاور مدینہ هلٹن اس وقت سعودیہ کے سب سے خوبصورت اور جدید سہولیات کے حامل ہوٹل ہیں، حج آرگنائزر اور ٹریول ایجنٹس کو رعایتی پیکج دیں گے، ہلٹن گروپ کے مکہ میں نئے ہوٹلز هلٹن سوئیٹس، سیون سٹار ہوٹلز کی جدید ترین سہولیات سے آراستہ ہیں، ٹریول ایجنٹس، عمرہ آرگنائزر، حج آرگنائزرز اپنے دفاتر میں جبکہ عمرہ زائرین گھر بیٹھے اپنی سہولت کے مطابق ای میل کے ذریعے بکنگ کروا سکتے ہیں۔"([39])

اسی طرح سماء نیوز پر 6 جون 2018ء کی رپورٹ میں ہوٹلز کی بکنگ کے حوالے سے بیان ہوا ہے۔

"مکہ میں ہوٹلز اور اپارٹمنٹس کے کرایوں میں 80 فیصد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ مکہ مکرمہ، خصوصاً مسجد الحرام کے اطراف میں واقع ہوٹلوں اور فرنشڈ اپارٹمنٹس کے کرایوں میں ماہ شعبان کے مقابلے میں 80 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں کرائے مزید بڑھ گئے۔ حرم کے رخ والے ایک کمرے کا کرایہ 1500 ریال اور حرم سے مختلف جہت میں رخ والے کمروں کا کرایہ 800 سے ایک ہزار ریال تک ہو چکا ہے۔

ہوٹلوں کے امور سے تعلق رکھنے والوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں فرنشڈ اپارٹمنٹس اور ہوٹلوں کے مالکان کو آخری عشرہ میں 700 ملین ریال تک کی آمدنی ہو گی۔ ان میں سے 70 فیصد حرم شریف کے اطراف کے

---

[39]۔ https://dailypakistan.com.pk/26-Feb-2017/533220، 16 جنوری 2021ء، 5 بجے شام

ہوٹلوں اور اپارٹمنٹس کے مالکان کے حصہ میں آئے گی۔ ہوٹلوں کے ایک مالک ہانی الھدلی نے بتایا کہ ہوٹلوں کے کرائے کا تعین حرم شریف سے فاصلے پر طے ہو رہا ہے۔"([40])

مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ واضح ہے کہ عرف حاضر میں مکہ و مدینہ میں ہوٹلز اور فلیٹس کا اجارہ مستقل حکومتی سطح پر منظور شدہ کاروبار ہے۔ اور دنیا بھر کے عازمین حج و عمرہ عملی طور پر اس اجارہ کا فریق بن کر اس عرف کی قبولیت کو تقویت دیتے ہیں۔ جو کہ ہدایہ کے دور میں نہ تھا۔

10۔ہدایہ میں مذکورہ غلاموں اور باندیوں سے متعلق مالی مسائل کا عصری جائزہ:

ہدایہ جس دور میں مرتب کی گئی اس میں غلاموں کا رواج تھا اس لیے ہمیں ہدایہ میں جابجا غلاموں سے متعلق مسائل دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور صرف جزوی مسائل نہیں بلکہ غلاموں اور باندیوں کے مسائل کے مستقل ابواب اور فصول قائم ہیں۔ یہاں پر صرف مالی معاملات سے متعلق غلاموں کے مسائل کو حسب ذیل اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ صاحب ہدایہ نے عقد بیع کی صحت کا ذکر کرتے ہوئے جہاں دیگر شرائط کو بیان کیا ہے وہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بیچا جانے والا انسان آزاد نہ ہو بلکہ غلام ہو۔ (یعنی ان کے ہاں غلام کی بیع درست ہے آزاد کی نہیں۔)([41])

2۔ اسی طرح عبد آبق یعنی بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہیں۔([42])

3۔ غلام کی بیع کے وکیل کا آدھا غلام فروخت کرنا جائز نہیں تھا کیونکہ یہ معروف نہیں تھا۔([43])

4۔ غلام کے کفیل ہونے اور اس کی طرف سے کفیل ہونے کا بیان:

صاحب ہدایہ نے کتاب الکفالہ میں باقاعدہ "**باب الكفالة العبد وعنه**"([44]) کے نام سے ایک مکمل باب قائم کیا ہے اور پھر اس کے کئی ذیلی مسائل کو ذکر کیا ہے۔

---

[40] https://www.samaa.tv/urdu/international/2018/06/1152432/، 16 جنوری 2021ء، 5 بجے شام

[41] ۔ مرغینانی، (س ن) الھدایہ۔ ج 3، ص 42

Mughayn«nâ, Al-hid«yah sharh al-bid«yah, 3/42

[42] ۔ ایضاً۔ ج 3، ص 45

Also, 3/42

[43] ۔ ایضاً۔ ج 3، ص 146

Also, 3/42

[44] ۔ ایضاً۔ ج 3، ص 98

Also, 3/42

5۔توکیل کے باب میں نفس غلام کو خریدنے کا بیان:

صاحب ہدایہ نے کتاب الوکالۃ کے درمیان میں ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے۔"**فصل فی التوکیل بشراء نفس العبد**"(یعنی غلام کا اپنے آپ کو خریدنے کے لیے وکیل بننے کا بیان)کا ذکر کیا ہے۔([45])

6۔غلاموں سے متعلق مضاربت کے احکام:صاحب ہدایہ نے "کتاب المضاربۃ" کے آغاز میں جہاں تعارفی مباحث کو ذکر کیا ہے وہاں مضاربت کا اپنے حق میں آزاد ہونے والا غلام خریدنے اور مضارب کا مال مضاربت میں سے باندی کو ام ولد بنانا ذکر کیا ہے۔([46])

7۔غلام کو اجارے پر لینے کا بیان:امام مرغینانی نے ہدایہ میں کتاب الاجارۃ میں "باب الاجارۃ العبد" کے نام سے ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔اور غلام کو اجارہ پر لینے کے حوالے سے مفصل لکھا ہے۔

ا۔اگر کسی شخص نے خدمت کرنے کے لیے کسی غلام کو اجارے پر لیا تو مستاجر کا حق نہیں ہے کہ وہ غلام کو سفر میں ساتھ لے جائے۔

ب۔اور اگر کسی نے ایک ماہ کے لیے کسی عبد مجور کو اجارے پر لیا اور اسے اجرت بھی دے دی تو مستاجر کو اس سے وہ اجرت لینے کا حق نہیں۔

ج۔اسی طرح غصب شدہ غلام کی اجرت کے مسائل وغیرہ کو ذکر کیا ہے۔([47])

صاحب ہدایہ نے اپنے عرف کے تناظر میں بیع کی صحت کے ذکر میں مبیع کا آزاد فرد کی جگہ غلام ہونا شرط لکھا ہے یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ غلاموں کی بیع نہ صرف ہدایہ کے عرف میں موجود تھی بلکہ جائز بھی تھی۔لیکن اگر موجودہ عرف میں دیکھا جائے تو ہدایہ اور موجودہ عرف میں اس مسئلہ کی بابت اس قدر فرق واقع ہو چکا ہے کہ موجودہ عرف میں لکھی جانے والی کتب میں غلام کی بیع کے جواز یا عدم جواز کا موقف تو دور ان کے متعلق ابحاث تک نظر نہیں آتی ہیں۔آج کے عرف میں یہ ایک عالمی قانون بن چکا ہے کہ انسانوں کی بیع جائز نہیں اور پوری دنیا میں یہ قانون معروف ہے۔اور اس کی خلاف ورزی عالمی قانون کی حلاف ورزی شمار ہوتی ہے۔

---

[45]۔ایضاً۔ج3،ص144

Aslo, 3/42

[46]۔ایضاً۔ج3،ص205

Aslo, 3/42

[47]۔ایضاً۔ج3،ص232

Aslo, 3/42

ایک تو آج کے دور میں غلامی کے اسباب موجود نہیں ہیں اور دوسرا آج کے دور میں جو جنگی قیدی ہوتے بھی ہیں تو ان کے متعلق بین الاقوامی معاہدات موجود ہیں۔ اسلام بین الاقوامی معاہدات کا احترام کرتا ہے۔ بین الاقوامی معاہدات کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جو معادہ ہمارے کسی شرعی حکم سے نہ ٹکراتا ہو، اسلام ہمیں ایسے بین الاقوامی معاہدات کے احترام کا درس دیتا ہے۔ ہاں اگر کوئی معاہدہ یا کوئی بات نصِ صریح سے ٹکرائے اور شرعی اصولوں میں اس کا کوئی جواز نہ نکلتا ہو تو اس کی بات الگ ہے۔ اس کی ایک مثال ذکر کی جاتی ہے کہ اسلام بین الاقوامی عُرف اور معاہدات کا کس حد تک احترام کرتا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس مسیلمہ کذاب کے دو نمائندے آئے، مسیلمہ نبوت کا دعوے دار تھا اور یمامہ کا سردار تھا، اس کے پاس بڑی فوج تھی۔ خط کا عنوان کچھ اس طرح تھا۔

"من مسيلمة رسول الله الى محمد رسول الله "

اس نے کہا کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں اور آپ بھی اللہ کے رسول ہیں اس لیے میرے ساتھ معاملات طے کریں۔ نبوت کا دائرہ عمل تقسیم کر لیں کہ

"لنا وبر ولک مدر" "شہروں کے پیغمبر آپ بن جائیں اور دیہات کا پیغمبر میں بن جاتا ہوں۔"

یعنی اس نے پیش کش کی کہ ہم دونوں مل کر نبوت کرتے ہیں، اگر آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تو پھر مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں کہ آپ کے بعد میں نبی ہوں گا۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کے دونوں نمائندوں سے پوچھا کہ کیا تم مجھے اللہ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ "نشهد انک رسول الله "ہاں آپ کے بارے میں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم مسیلمہ کو بھی اللہ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ "نشهد ان مسيلمة رسول الله " ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔

مسیلمہ کی اذان بھی یہی تھی۔ **اشهد ان محمد رسول الله** "اس کے بعد" **اشهد ان مسيلمة رسول الله**"

اس پر رسول اللہ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا: جو انتہائی غور طلب اور اس بحث سے خاص مناسبت رکھتا ہے۔

"لولا ان الرسل لا تقتل لضربت أعناقكما"[48]

اگر (دنیا میں) یہ ضابطہ نہ ہو تا کہ سفیر قتل نہیں کیے جاتے تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔

علامہ زاہد الراشدی صاحب موجودہ دور میں غلاموں کے احکام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

---

[48]۔ أحمد بن حنبل، أبو عبد الله الشيباني (س ن) مسند الإمام أحمد بن حنبل،، دار النشر: مؤسسة قرطبة – مصر۔ ج 1، ص 390

"فقہاء یہ اصول بیان فرماتے ہیں کہ ہم ان بین الاقوامی قوانین کا، عرف کا اور تعامل کا احترام کریں گے جو نصِ قطعی سے ٹکراتے نہ ہوں۔ اس اصول کی رو سے اسلام نے جو غلامی کا ایک طریقہ برقرار رکھا تھا وہ بھی آج کے دور میں عملاً باقی نہیں رہا اس لیے کہ بین الاقوامی معاہدات کی رو سے آج دنیا میں جنگی قیدیوں سے متعلق واضح اصول اور ضابطے موجود ہیں، ان ضابطوں کی کوئی بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔۔ چنانچہ غلامی کے امکان کے نہ ہونے کو ہماری شریعت تسلیم کرتی ہے۔ لیکن اگر کسی وقت دنیا کے حالات تبدیل ہو کر ایسے ہو جائیں کہ پرانی طرز کا کوئی دور واپس آجائے تو اسلام نے اس کی گنجائش رکھی ہے اور اس کے متعلق اسلام کی تعلیمات موجود ہیں۔"([49])

مذکورہ بالا تمام تر بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غلاموں اور باندیوں کا جو رواج ہدایہ کے عرف میں تھا وہ آج نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ معاصر فتاویٰ میں ان کا ذکر یا احکام نظر نہیں آتے یہ فقط تبدیلی عرف کے باعث ہے نا کہ کسی نص کہ وجہ سے کیونکہ نصوص آج بھی اپنی جگہ محکم ہے فرق اور تبدیلی صرف عرف میں واقع ہوئی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام نے اصلاً غلامی کے تصور کو اتنا پسند بھی نہیں کیا۔ چونکہ اسلام کے ابتدائی دور میں غلامی کا عرف رائج تھا تو اسلام نے دیگر جائز اعراف کیطرح اسے بھی جائز رکھا نا کہ نئے سرے سے متعارف کیا۔ لیکن اگر اسلام کی تعلیمی اور ان کے حکمت کو باغور دیکھا جائے تو اسلام غلامی کے تصور کو مختلف انداز سے تدریجاً ختم کرتا نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب غلامی کا تصور دنیا سے ختم ہوا تو اسلام نے بلا تامل اسے قبول کر لیا ہے۔ اور اس تصور کی حمایت کی ہے۔

حاصلاتِ بحث:

مذکورہ بالا تحقیق کے حاصلات درج ذیل نکات میں ذکر ہیں۔

- ہدایہ کے عرف میں مطلقاً غیر مملوک اور مقدور التسلیم اشیاء کی بیع ناجائز تھی لیکن موجودہ عرف میں تبدیلی کے باعث بعض علماء اس کے بعض مسائل میں جواز کی طرف گئے ہیں مثلاً تالاب میں مچھلیوں کی بیع وغیرہ
- اسی طرح صاحب ہدایہ کے نزدیک بیع معدوم یا بیع قبل القبض جائز نہیں تھی لیکن موجودہ علماء نے حالات کے پیش نظر بعض مقامات پر اجازت دی ہے مثلاً کتابوں اور شپنگ کی بیع وغیرہ
- تلقی جلب کے مسئلہ میں بھی ہدایہ کے اور موجودہ عرف میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

---

[49]۔ http://zahidrashdi.org/896، 15 جنوری 2021ء دن دو بجے

- ہدایہ کے دور میں جانوروں کو تول کر بیچنے کا رواج نہ ہونے کے باعث ناجائز سمجھا جاتا تھا جبکہ موجودہ دور میں جائز ہے۔
- ہدایہ کے عرف میں شہد کی مکھی مال متقوم نہ تھی جبکہ موجودہ دور میں یہ ایک قیمتی مال شمار ہوتی ہے۔
- ہدایہ کے عرف میں سور کے بال کی ضرورۃً اجازت تھی جبکہ موجودہ عرف میں اس کی ضرورت نہ ہونے کے باعث ان کے استعمال کی اجازت نہ تھی۔
- ہدایہ کے عرف میں سانپ کے غیر منتفع ہونے کی وجہ سے بیع درست نہ تھے جبکہ موجودہ دور میں نفع کے علم کے ظہور کے بعد اس کی بیع جائز ہو چکی ہے۔
- ہدایہ کے عرف میں حاکم کی طرف سے اشیاء کی قیمتوں کو مقرر کرنا روا نہیں جانا جاتا تھا اور آج یہ پوری دنیا میں معروف ہے۔
- صاحب ہدایہ کے نزدیک مکہ کی سرزمین کو اجارہ پر دینا یا لینا جائز نہ تھا جبکہ آج اس کا اجارہ معمول ہے۔
- ہدایہ کے دور میں غلاموں اور باندیوں کا رواج تھا اس لیے ہدایہ میں ان سے متعلق مسائل کی بھرمار ہے۔ لیکن موجود عرف ان کے وجود اور احکام سے ہی خالی ہے

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License